پاکستانی معاصر قوانین میں ارتداد، قادیانیت اور شاتمِ کی دفعات وسزا کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

A sharia analysis of P.P.C Section related to punishment on apostasy and Blasphemy

حافظ شاہ بخت رواں[i] ڈاکٹر کریم داد[ii]

Abstract

This report examines sources of Sharia law, namely the Quran, Hadith and Islamic Jurisprudence which form the basis for laws that prohibit apostasy from Islam blasphemy in a large number of countries and Qadyaniyat in Pakistan. In countries such as Malaysia, Morocco, Jordan and Oman, punishments for apostasy include fines, imprisonment, flogging andexclusion from civil or family rights (such as the right to child custody).

In 11Countries—Afghanistan, Egypt, Iran, Maldives, Mauritania, Qatar, Saudi Arabia, Somalia, Sudan, UAE, and Yemen—apostasy is punishable by the death penalty.Other countries without apostasy laws, such as Pakistan and Bangladesh, use
Blasphemy and other religious protection laws to persecute apostates.This report reviews legislation and government policies that persecute apostates in our Country as will as to exam it with Islamic Sharia laws of apostasy, and highlights individual cases to provide a better understanding of the appalling situation of apostates from Islam.

• Apostates from Islam are persecuted in various ways:

• Charging and sentencing on the basis of the Sharia concept of apostasy even if apostasy is not specifically defined as a crime in legislation

• Using public disorder or incitement to hatred legislation against apostates

• Capricious arrest and harassment.

---

[i] پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

[ii] اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

Keywords: *Apostasy, Pakistan Penal Code, Quran, Hadith, Sharia, blasphemy.*

ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف

ارتداد کا لفظ "ردّۃ" کے مادے سے مشتق ہے جس کے معنیٰ لغت میں پھیرنا، رجوع کرنا یعنی لوٹ جانے کے ہیں۔ کسی چیز کا بالذات یا اس کے احوال میں سے کسی حالت سے پھیرنا ارتداد کہلاتا ہے:

الرّد صَرفُ الشّيئ بِذاته أو بحالة مِنْ أحْوِله [1] "اور اصطلاح شریعت میں ارتداد کے عام معنی ہے دینِ اسلام سے کسی بھی دوسرے دین یعنی کفر کی طرف لوٹ جانا۔"

چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں:

هُوَالرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَی الْکُفْرِ [2]

ارتداد کی صورتیں

ارتداد کی دو صورتیں ہیں:

1. ایک یہ کہ کوئی مسلمان صراحۃً اسلام سے انکار کر بیٹھے اور دوسرے دین، مذہب، ملت وغیرہ کو اپنائے۔ قرآنِ کریم کے یہ الفاظ اس صورت پر دلالت کرتی ہیں:

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [3]

"اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہ ڈریں یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے [4]۔"

2. دوسرے یہ کہ زبان سے تو اسلام کا اقرار کرے مگر اسلام کے بعض قطعی احکام کا انکار کردے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے حیات میں ہی چند قبیلوں کے سرداروں نے دعوائے نبوت کیا۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں سات قبیلوں نے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ اسی طرح ایک فرقہ سیدنا عمرؓ کے دورِ خلافت میں مرتد ہوا تھا۔ تو

یہ قبیلے زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے مگر اس کے ساتھ اسلام کے بعض قطعی احکام (رسالت، نماز، زکوٰۃ) سے انکار بھی کرتے جس کی وجہ سے یہ مرتد قرار پائے اور دائرہ اسلام سے باہر ہوئے اور ان کے ساتھ جہاد کیا گیا:

فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ قَالَ النَّبِيُّ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ[5]

"انہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا اور دین اور اس کے احکام کو تبدیل کرنا چاہا۔ رسول اللہ نے فرمایا: جو (مسلمان) اپنے دین کو بدل ڈالے، تو اس کو قتل کرو۔"

اسی وجہ سے ارتداد کی اصطلاحی و شرعی تعریف کچھ یوں بنتی ہے:

"وَالرِّدَّةُ: اَلرُّجُوْعُ عَنِ الْإِسْلَامِ إِلَى الْكُفْرِ أَوْإِلٰى غَيْرِ دِيْنٍ، أَوْ تَرَكَ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ كَالزَّكَاةِ جِهَارًاوَّعِنادًا [6]

"اسلام سے کفر یعنی اسلام کے علاوہ دوسرے دین یا ارکان اسلام میں سے کسی رکن کو جیسا کہ زکوٰۃ وغیرہ کا کھلے عام انکار اور عناد کی وجہ سے چھوڑ دینا، ارتداد کہلاتا ہے۔"

دونوں صورتوں میں یہ شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ یعنی اسلام سے نکل کر کفر میں جانے والا ہو جاتا ہے۔ زبان سے اسلام کا نام لینا اور اسلام کا کلمہ پڑھنا اور پھر شریعت کے کسی حکم قطعی کا انکار کر دینا اور ضروریات دین سے انکار کرنا "ارتداد" ہے جو کہ درپردہ انکار رسالت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہیں:

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ [7]

"یہ منکر لوگ آپؐ کی تکذیب نہیں کرتے لیکن اصل میں ظالم اللہ تعالیٰ کے آیاتوں اور اس کے احکام سے انکار کرتے ہیں۔"

اسی وجہ سے شاہ ولی اللہؒ ارتداد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "ارتداد اس قول سے ثابت ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ، یا رسولوں کی نفی یا کسی رسول کی تکذیب پر دلالت کرے یا وہ ایسا فعل ہو جس سے دین کے ساتھ صراحتاً استہزاء مقصود ہو۔ اسی طرح ضروریاتِ دین کے انکار سے بھی ارتداد ثابت ہوتا ہے[8]۔

قضیہ ارتداد اور المیہ قادیانیت و پاکستانی معاصر قوانین

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنے شہرۂ آفاق تفسیر "معارف القرآن" میں لکھتے ہیں:

"محمد علی لاہوری مرزائی اپنے ایک پمفلٹ میں لکھتا ہے کہ ارتداد یہ ہے کہ محمد ﷺ کی رسالت کو قبول کر کے پھر اُس سے انکار کر دے اور کہہ دے کہ آپؐ رسول نہیں (نعوذ باللہ من ذلک) سو جاننا چاہیئے کہ مرزا محمد علی لاہوری نے ارتداد کی یہ تعریف مرزائیوں کے ارتداد کی پردہ پوشی کے لیے کی ہے کہ کسی مرزائی اور قادیانی پر ارتداد کی تعریف صادق نہ آئے اس لیے کہ ہر مرزائی آنحضرت ﷺ کی رسالت کا بظاہر اقرار کرتا ہے لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ انکار رسالت کے فقط یہ معنٰی نہیں کہ زبان سے کہہ دے کہ میں محمد ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتا، بلکہ جو شخص آپؐ کی نبوت و رسالت کا انکار کرے اور یہ کہے کہ میں آپؐ کو رسول نہیں مانتا جس طرح یہ منکر رسالت ہے اسی طرح جو شخص آنحضرت ﷺ کے کسی قطعی فرمان کا انکار کر دے وہ بھی منکر رسالت ہے۔ مثلاً کوئی شخص پورے قرآن کا انکار کرے یا قرآن کی ایک سورت کا انکار کر دے یا کسی سورت کی ایک آیت کا مثلاً "خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ [9]" والی آیت کا انکار کرے یا حدیث "لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ [10]" کا انکار کر دے وہ بھی منکر رسالت ہے۔ لہٰذا جو شخص ختم نبوت کے قطعی اور یقینی عقیدہ کو تسلیم نہ کرے وہ بلاشبہ منکر رسالت ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے [11]۔"

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے مرزائیوں (احمدی، قادیانیوں اور لاہوریوں) کے خلاف خصوصاً ملکی سطح پر کاوشیں شروع کیں گیں کہ ان کے باطل عقائد کو منظرِ عام پر لا کر عام لوگوں کو ان سے آگاہ کیا جائے اور ان کے خلاف تحریکات شروع کیں جائیں۔ اسلامی نکتہ نگاہ سے تو قادیانی غیر مسلم اور کافر تھے مگر ان کی ارتداد و کفر کو ملکی اور قانونی سطح پر منوانے کے لیے اس وقت کے جیّد علمائے کرام اور دیگر زعمائے قوم نے جدّ جہدیں شروع کیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے باقاعدہ جدوجہد کا آغاز ۱۹۵۳ء ہوا جس کے نتیجے میں عوام خواص کے ساتھ مل کر ان دینی فریضے کو سرانجام دینے کے لیے سر توڑ محنت کرنے لگے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان میں ۱۹۷۳ء کا آئین منظور کیا گیا جس کی بڑی خصوصیت اسلامائزیشن تھی لیکن اس آئین میں بھی قادنیوں کے خلاف مذکورہ اقدام نہیں اُٹھایا گیا اس لیے محرّکین نے اپنی تحریک تیز تر کر دی اور آخر کا وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اسی وفاقی آئین میں قادیانیوں کے خلاف ترمیم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی کی سطح پر تیرہ دن تک قادیانیوں کی موقف کو سننے کے بعد ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور پھر ۱۹۸۴ء میں پاکستان پینل کوڈ (PPC) کے سیکشنز 298-B and 298-C کے تحت آئین میں آرٹیکل 260 and 106(3) کے تحت ترمیم کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا:

Sections 298-B and 298-C in Pakistan Penal Code in the year 1984:

" A person who dose not believe in the absolute and unqualified finanity of Prophethood of Muhammad (P.B.U.H) the last of the prophet or claim to be a prophet in any sense of the word or of any description what so everafter Muhammad (P.B.U.H) or recognizes such a claimant as a prophet or a religious reformer,is not a muslim for The purposes of the constitution or law."

مذکورہ بالا حقائق اس پر دلالت کرتی ہے کہ قادیانی گروپ اسلام سے نکل کر دوسرے باطل عقائد کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے پاکستانی حکومت کے وضع کردہ قوانین کے مطابق یہ لوگ صرف کافر قرار دیئے گئے ہیں لیکن شرعی لحاظ سے یہ لوگ مرتد کافر ہیں، جو کہ شرعی لحاظ سے سزائے ارتداد (سزائے موت) کے حقدار ہیں۔ لیکن پاکستان میں ان لوگوں کو عملی طور پر یہی سزا نہیں دیا جاتا، جس کا اثر یہ ہوا کہ اسلامی جمہوریہ مملکتِ خداداد پاکستان میں فتنۂ قادیانیت روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔ اور زندگی کے ہر شعبے پر ان کے گرفت مضبوط ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ان کے لیے قید اور جرمانے کی سزا موجود ہے مگر وہ بھی کچھ شرائط سے مشروط ہیں۔ پی۔ پی۔ سی قوانین کے مطابق:

298-C. Person of Quadiani group, etc., calling himself a Muslim or preaching or propagating his faith. Any person of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves —Ahmadis‘ or by any other name), who directly or indirectly, poses himself as a Muslim, or calls, or refers to, his faith as Islam, or preaches or propagates his faith, or invites others to accept his faith, by words, either written or spoken, or by visible representation, or in any manner whatsoever outrages the religious feelings of Muslims, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend
to three years and shall also be liable to fine).

قضیۂ ارتداد اور شاتم رسول ﷺ و پاکستانی معاصر قوانین

شاتم (گالی دینے والا)، شتم کا اسم فاعل ہے۔ شتم کا معنیٰ ہے بُرا بھلا کہنا، گالی دینا۔ عربی میں اس کے مترادف لفظ "سَبْ" بھی

ہے جس کا اسم فاعل "سَاب" آتا ہے۔ جس کا معنٰی بھی گالی دینے والا، بُرا بھلا کہنے والا کے ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے یہ الفاظ وسیع معنٰی میں مستعمل ہوتا ہے جس کی اصل یہ ہے کہ ہر وہ کلام یا کام جس سے کسی کی ذات مجروح ہو جائے اور جس سے کسی کو تکلیف، ایذا اور دل آزاری پہنچانا مقصود ہو تو اُس کو سَبّ و شَتم کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو گالی دینا، نقص بیان کرنا، عیب بیان کرنا، کسی پر لعن طعن کرنا، استہزاء کرنا وغیرہ[12]۔ ساب یا شاتم الرسول ﷺ اس بد بخت کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں کام یا کلام کے ذریعے گستاخی کرے۔ اسی وجہ سے ساب یا شاتم الرسول ﷺ باجماع امت کافر ہے:

اَلسَّابُ إِنْ کَانَ مُسْلِمًا فَإِنَّهُ یکفر[13]

"رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا اگر مسلمان ہو تو وہ اسلام سے نکل کر کفر میں داخل ہوا۔"

شاتم رسول ﷺ مرتد کی سزا کے بارے میں پاکستانی معاصر قوانین کا جائزہ

کسی جرم کے سزا کے متعلق پاکستانی قوانین کو "مجموعہ تعزیرات پاکستان" کا نام دیا گیا ہے جس کو عام طور پر Pakistan Penal Code (P.P.C) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(Act XLV of 180) کے مطابق P.P.C کے پارٹ XV میں دس سیکشن ہیں جو دین کے متعلق نقصان اور اس کے ازالے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سیکشنز یہ ہیں:

295, 295-A, 295-B, 295-C, 296, 297, 298, 298-A, 298-B, 298-C.

ان سیکشنز میں 295-A اور 295-C کئی سزاؤں پر مشتمل ہیں۔ جس کے مطابق قرآن، دین کی بے حرمتی کرنے پر عمر بھر قید اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے پر عمر قید یا سزائے موت ہے۔ باقی سیکشنز میں سزا یا تو جرمانے کی شکل میں ہے یا تین سال تک قید کی شکل میں سوائے سیکشن 295 کے جس میں دس سال تک قید کی سزا ہے۔ سیکشن 295-C بڑے سزاؤں کے متعلق ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

Section 295-C of Pakistan Penal Code states;

"Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name

of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) shall be punished with death, or imprisonment for life, and shall also be liable to fine."

"جو کوئی الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نقوش کے ذریعے، یا کسی تہمت، کنایہ یا در پردہ تعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔"

اس قانون کے تحت سزائے موت کے مقابلے میں جرمانہ اور عمر قید کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو کہ اسلامی قوانین کے خلاف ہے کیونکہ اسلام میں شاتم و گستاخِ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ جرمانے اور عمر قید کی کوئی شق موجود نہیں۔ مگر چونکہ توہینِ رسالت کی سزا صرف سزائے موت ہے لہٰذا اس وقت کے جیدّ علماء اور دیگر زعمائے مملکت نے درخواست دائر کر دی کہ توہینِ رسالت کی سزا (عمر قید) مذکورہ دفعہ 295-C سے حذف کیا جائے اور صرف سزائے قتل رہنے دیا جائے۔ لہٰذا شریعت پٹیشن وفاقی شرعی عدالت نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو اس کی درخواست منظور کر لی اور مذکورہ دفعہ سے عمر قید کی سزا حذف کر کے قرار دیا کہ اہانتِ رسول ﷺ کی سزا صرف سزائے موت ہے۔ اس سے پاکستان میں ناموسِ رسول ﷺ کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا اور اس کی رو سے سرگودھا کے ایڈیشنل سیشن جج نے ایک گستاخِ رسول ﷺ کو نومبر ۱۹۹۳ء میں سزائے موت دے دی[14]۔

۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور کی دفعہ نمبر 227 میں اہلیانِ پاکستان کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ خلافِ اسلام دفعات کی نشاندہی کر کے ان کو اسلام کے مطابق تبدیل کرا سکتے ہیں۔ بھٹو صاحب کے زیر نگرانی تیار کردہ اس دستور کے دیئے ہوئے حق کو استعمال کرتے ہوئے مجاہد ناموس رسالت محمد اسمٰعیل قریشی ایڈوکیٹ نے ۱۹۸۴ء میں وفاقی شرعی عدالت میں ایک رِٹ پٹیشن دائر کی تھی جس میں مذہبی دل آزاری کے سابقہ قوانین کو ناکافی قرار دیتے ہوئے، ان میں توہین رسالت کے جرم کی سزا کے تعین کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اِس دوران ۱۷ مئی ۱۹۸۶ء کو سیکولر ایجنڈے کی اَن تھک منادی عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا جس کی روک تھام کے لئے قومی اسمبلی میں محترمہ نثار فاطمہ نے توہین رسالت کے مجرم

کے لئے سزائے موت کا بل پیش کیا جس کے نتیجے میں فوجداری ترمیمی ایکٹ نمبر 3 (سال ۱۹۸۶ء) کے ذریعے C-295 کی صورت میں توہینِ رسالت کا قانون نافذ کیا گیا لیکن اس قانون میں توہین رسالت کی سزا، سزائے موت یا عمر قید مع جرمانہ، کی صورت میں رکھی گئی تھی۔

چونکہ اس بل سے یہ قانون عین اسلام کے مطابق نہ ہو سکا، اور جناب محمد اسمٰعیل قریشی کی رٹ پٹیشن کی ضرورت باقی رہی،

اس بناپر وفاقی شرعی عدالت میں داخل اس رٹ پٹیشن کا فیصلہ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو آیا جس میں C-295 سے عمر قید کی سزا حذف کرنے کی سفارش کی گئی اور فاضل عدالت نے یہ بھی قرار دیا کہ حکومتِ پاکستان نے اگر یہ مجوزہ تبدیلی نہ کی تو ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ 1991ء کے بعد، عمر قید کی سزا، کے الفاظ خود بخود حذف ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ اس فیصلہ میں یہ سزا تمام انبیا کرامؑ کی گستاخی تک وسیع کرنے کی سفارش بھی کی گئی تھی [15]۔

The Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973 through Principles of Policy ensured gradual Islaminzation of the existing laws and inconsequenc.Thereof In the year 1984, offence U/S 295-C was inserted in PPC through Act of Parliament. The Government of Pakistan had filed appeal in the August Supreme Court of Pakistan against the judgment of Federal Shariat Court reported as PLD 1991 FSC 10 and subsequently that appeal was withdrawn, therefore now the punishment for the commission of offence U/S 295-C PPC is death.

ارتداد اور مرتد کے شرعی احکام اور سزا

ارتداد عند اللہ جرمِ عظیم ہے اس لیے قرآن، حدیث، اجماع امت وغیرہ سے اس جرم کی کئی سزاؤں کا ثبوت ملتا ہے۔ جس میں بعض نفس مرتد کے ساتھ متعلق ہے۔ بعض کا تعلق اس کے مِلک اور تصرّفات سے ہیں۔ بعض کا تعلق اس کے اولاد، نکاح میراث وغیرہ سے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

حبوط اعمال اور دخول فی النار ابداً

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مرتد کی ایک سزا یہ بیان فرمائی ہیں کہ ارتداد سے اس کے تمام نیک اعمال حبط (ضائع اور ضبط کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا:

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [16]

"جو شخص تم میں سے دین اسلام سے پھیر جائے گا اور اسی کفر کی حالت میں مر جائے گا تو ایسے لوگوں کے تمام عمل دنیا اور آخرت میں حبط (ضائع اور ضبط) ہو جائیں گے اور یہ لوگ دوزخی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔"

دنیا میں اعمال کے حبط ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اسلام کی وجہ سے جو مال وجان محفوظ تھے وہ محفوظ نہ رہیں گے اور نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو سکیں گے۔ اور آخرت میں حبطِ اعمال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک عمل پر کوئی ثواب نہیں ملے گا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ کبھی بھی دوزخ سے نہیں نکلیں گے [17]۔

امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دینِ اسلام سے مرتد ہو جائے اور پھر کفر ہی کی حالت میں مر جائے تب تو اس کے

اعمال حبط ہو جائیں گے اور اگر مرنے سے پہلے اتداد سے توبہ کرلے اور پھر مسلمان ہو گیا تو اس کے اعمال ضائع نہ ہوں گے کیونکہ اس آیت میں حبطِ اعمال کے لیے دو چیزوں کا ذکر ہے ایک ارتداد اور دوسرے موت علی الکفر۔ لھٰذا حبطِ اعمال کے لیے ان دونوں کا پایا جانا شرط ہے۔ امام ابو حنیفہؒ یہ فرماتے ہیں کہ محض ارتداد سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ موت علی الکفر شرط نہیں۔ کیونکہ دوسری جگہ ارشادِ ربّانی ہے:

وَمَن يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ [18]

اسی طرح قرآنِ کریم میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ [19]

ان آیات کو ملا کر یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ حبطِ اعمال کے لیے محض ارتداد شرط ہے نہ کہ موت علی الکفر۔ اور مذکورہ بالا آیت سے امام شافعیؒ جو استدلال کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ کرتے ہیں کہ اس آیت میں جس طرح شرط کی جانب میں دو چیزیں مذکور ہیں ایک ارتداد اور دوسری موت علی

الکفر، اسی طرح جزاء کی جانب میں بھی دو چیزیں مذکور ہیں ایک حبطِ اعمال اور دوسرا دخول فی النّار۔ اعمال تو محض مرتد ہونے سے حبط ہو جاتے ہیں اور جہنم میں جانے کے لیے موت علی الکفر شرط ہے تو جزاء کا پہلا جُز (حبط اعمال) شرط کے پہلے جُز (ارتداد) سے متعلق ہے اور جزاء کا دوسرا جُز (دخول وخلود فی النّار) شرط کے دوسرے جُز (موت علی الکفر) سے متعلق ہے[20]۔

اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں نکلتی ہے کہ جب ایک مسلمان نے حالتِ اسلام میں حج کیا ہے پھر (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا اور ارتداد کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تو آیا وہ دوبارہ حج کرے گا یا وہ پہلا حج جو اس نے مرتد ہونے سے پہلے حالتِ اسلام میں ادا کیا تھا اپنے حال پر باقی ہے اور دوبارہ حج نہیں کرے گا؟ تو امام شافعیؒ کے نزدیک دوبارہ حج نہیں کرے گا کیونکہ اُن کے نزدیک ارتداد سے حبطِ اعمال کے لیے دو شرط ہیں ایک ارتداد اور دوسرا موت علی حالت الکفر تو یہاں ایک شرط پایا گیا لیکن دوسرا شرط مفقود ہے۔ جب کہ امام صاحبؒ کے نزدیک دوبارہ حج کرے گا کیونکہ آپ کے نزدیک حبطِ اعمال کے لیے مطلق ارتداد شرط ہے جو کہ پایا گیا ہے۔ اور دوسرے عبادات مثلاً نماز، زکوٰۃ وغیرہ کا اعادہ نہیں ہے اس پر کیونکہ ارتداد سے وہ ایسا ہو گیا گویا کہ وہ ہمیشہ کافر تھا پس جب اس نے اسلام لایا اور وہ غنی ہو تو اس پر حج فرض ہو گیا کیونکہ حج زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے تو ارتداد سے وہ کافر ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا سابقہ حج حبط ہو گیا اب حج ثانی اس پر فرض ہو گیا ہے اور دوسرے تمام عبادات کی قضاء اس پر نہیں ہے[21]۔

حقوق کا مسئلہ

حقوق دو قسم کے ہیں: (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد

جب ایک مسلمان مرتد ہو گیا اور اس کے ذمّے حالتِ اسلام میں کچھ حقوق واجبہ باقی ہیں تو اگر ارتداد کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گیا تو اگر یہ حقوق، حقوق العباد سے متعلق ہو مثلاً: مالِ سرقہ، دیت، قصاص وغیرہ تو ان حقوق کی ادائیگی میں وہ مأخوذ ہو گا اور اگر حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً: حدِ زنا، حدِ سرقہ، حدِ شربِ خمر وغیرہ تو ارتداد کی وجہ سے حقوق اللہ اس کے ذمّے سے ساقط ہو جاتے ہیں اور مسلمان ہو جانے کے بعد اس کے ذمّے جو حقوق اللہ تھے وہ ساقط ہو جاتے ہیں[22]۔

جب کوئی اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کو تین دن تک قید کیا جائے گا اور اس دوران اس کو دوبارہ اسلام پیش کیا جائے گا اگر اسلام قبول کیا تو مسلمان ہے اور اگر انکار کیا تو اسلام کے بارے میں اس کے شبہات کا ازالہ کیا جائے گا شاید کہ دفع شبہات کے بعد اسلام قبول کرے۔ اگر پھر بھی اسلام قبول نہ کرے تو اس کے بعد قتل کیا جائے گا[23]۔

قتلِ مرتد

اسلام کے قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک مرتد کی مسلمّہ اور معمول بہا دُنیاوی سزا قتل ہے۔ جو نصوص سے ثابت ہے۔ قرآنِ
کریم میں ارشاد ربّانی ہیں:

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ[24]

"اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی جماعت کو اپنے ساتھ لائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھے گا اور وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ ایمانداروں کے حق میں وہ نرم اور مہربان اور دشمنان خدا کے مقابلہ میں سخت ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں دل کھول کر جہاد کریں گے۔"

اس آیت میں مؤمنین مخلصین کے صفات میں اس بات کا ذکر بھی ہے کہ یہ جماعت اللہ کی خاص جماعت ہوگی جو مرتدین کی سرکوبی کرے گی اور ان پر غالب آئے گی۔ کیونکہ قتال مرتدین کے معرکہ میں خداوند ذوالجلال خود بھی موجود ہوگا اور اپنے قدسی صفات کے ساتھ مجاہدین کی مدد فرمائیں گے۔ اس آیت سے مرتدین کے قتل کا ثبوت ملتا ہے کہ مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے[25]۔

قتلِ مرتدین کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث یہ ہے:

مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ[26] "جس نے اپنے دین (اسلام) کو بدل ڈالا تو اس کو قتل کرو۔"

ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے والی یمن تھے۔ ایک مرتبہ ان کی ملاقات کے لیے معاذ بن جبلؓ ان کے پاس گئے۔ دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرتد شخص قید کر کے

لایا گیا۔ معاذ بن جبلؓ نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مرتد ہے۔ پہلے یہودی تھا مسلمان ہو گیا اب اسلام کو چھوڑ کر یہودی بن گیا ہے۔ اس پر معاذ بن جبلؓ نے فرمایا:

لاَ أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ [27] "میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے مطابق اس مرتد کو قتل کروں۔ اس نے تین دفعہ یہ الفاظ کہے۔ پس اس نے اس مرتد کے قتل کا حکم جاری کیا اور اس کو قتل کیا گیا۔"

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ [28]

"ایک مسلمان مرد کا خون حلال نہیں ہے جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، مگر تین وجوہ میں سے ایک وجہ سے، نفس کو نفس کے بدلے قتل کرنا، شادی شُدہ زانی، دین سے پھیرنے ولا، مسلمانوں کے جماعت کو چھوڑنے والا۔"

سیدنا عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے:

لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلاَمٍ أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْ[illegible]انٍ أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ [29]

"ایک مسلمان مرد کا خون حلال نہیں ہے مگر تین وجوہ میں سے ایک وجہ سے، اسلام کے بعد کفر اختیار کرنا یا شادی کے بعد زنا کرنا یا نفس کو نفس کے بدلے قتل کرنا۔"

اِن شواہد سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شریعتِ مطہّرہ کی رو سے مرتدین کے دُنیاوی سزا قتل ہے اور اسی پر تمام صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کا اجماع ہے اور خلفاء راشدین اور سلاطین اسلام کی یہ سنت ہے۔

PPC قوانین و ترامیم کے مطابق بھی مرتد مباح الدم ہے:

Being Apostate, Blasphemous Accused of offence U/S 295-C PPC, "Mubah-ul-dum"

لیکن واضح رہے کہ پاکستانی معاصر قوانین میں مرتد کے قتل کے بارے میں واضح قانون موجود نہیں ہے۔ اگرچہ مرتد مباح الدم ہے مگر یہ فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا کہ کون اس کو قتل کرے گا؟ کیا قتل مرتد انفرادی معاملہ ہے یا سرکاری؟ قانون کی رو سے مرتد کون ہے؟ کیا ابھی تک قانون کی رو سے کسی کو جرمِ ارتداد کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے؟ مرتد کا قتل پھانسی کے ذریعے کیا

جائے گا یا کسی اور سبب سے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اسی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں پارلیمنٹ نے ایک بِل پاکستان کے قومی اسمبلی میں پیش کیا جس میں یہ کہا گیا تھا:

"مرتد کو قتل کیا جائے اور مرتدہ کو عمر بھر قید کیا جائے[30]۔"

لیکن قومی اسمبلی نے اس بِل کو بھاری اکثریت سے مسترد کیا[31]۔

مرتدہ کے قتل کا حکم

اگر کوئی مسلمان عورت مرتدہ ہو جائے تو کیا اسی کا بھی یہی حکم ہے جو مرتد کا ہے یعنی قتل کرنا؟ فقہائے کرام اس باب میں مختلف فیہ ہیں۔ بعض فقہائے کرام مرتدہ کے قتل کرنے کے قائل ہیں جب کہ بعض عدم قتل کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام لیث بن سعدؒ کے نزدیک مرتدہ کو قتل کیا جائے گا۔ اُن کی دلیل حدیث "مَنْ بُدَّلَ دِیْنَہٗ۔۔۔۔۔۔" کے ظاہری الفاظ اور عموم ہے کہ حرف "مَنْ" مذکر اور مؤنث دونوں کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لہٰذا دونوں کو قتل کیا جائے گا۔ جب کہ امام ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ اور اس کے اصحاب، ابن شبرمہؒ، ابن علیہؒ، عطاءؒ اور حسنِ بصریؒ کے نزدیک مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ حدیث "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہ۔۔۔ "سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ جب کہ حال یہ ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ نے ذاتِ خود دوسرے موقع پر مرتدہ کو قتل نہیں کیا ہے۔ اور جو حدیث کا راوی ہوتا ہے وہ اس کی تاویل کو خوب جانتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث مرتد کے بارے میں ہے نہ کہ مرتدہ کے بارے میں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ رسوم اللہ ﷺ نے بچوں کے قتل اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ[32]

البتہ اِن حضرات کے نزدیک مرتدہ کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ ایمان لائیں یا قید ہی میں مر جائیں۔ تاہم پاکستانی قوانین میں یہ پہلو بھی تشنۂ روزگار ہے اسی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں پارلیمنٹ نے جو بِل پاکستان کے قومی اسمبلی میں پیش کیا تو اس میں یہ کہا گیا تھا:

"مرتد کو قتل کیا جائے اور مرتدہ کو عمر بھر قید کیا جائے۔"

لیکن یہ بِل مسترد کیا گیا تھا۔

اسلام میں مرتد کی سزا قتل کیوں؟

اسلام میں مرتد کی سزا قتل کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کے لیے مذہب کی بنیاد پر ریاست کی تشکیل کرتا
ہے۔اس کے سیاسی وسماجی دائرہ میں اسلام کو ایک مرکزی نقطے اور محور کی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے گرد اس ریاست کی ساری سرگرمیاں گھومتی ہیں ۔وہ اپنی حدود مملکت میں رہنے والے مسلمانوں کے خلاف اسلام سے پھر جانے پر سزائے موت کا حکم نافذ کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کے نزدیک ایمان کے بعد ایک مرتد شخص بنیادی نظریئے، نظامِ حیات اور لائحہ عمل کی نفی کرتا ہے جس پر ریاست کی تشکیل عمل میں آئی ہے۔ اسلام ارتداد کو اپنی سیاستِ شرعی میں ایک زبردست فتنہ قرار دیتاہے اوراس فتنہ کا سدّباب سزائے موت
کے ذریعے کرنے کا اعلان کرتا ہے[33]۔

قتل مرتد عقل کے زاویے سے

مرتد کی سزائے موت وقتل کو بہت سے قدامت پسند اور دنیادار لیبرل لوگ، ملاحدہ اور زنادقہ عموماً جب کہ مغربی ذہنیت رکھنے والے مدعیانِ تہذیب حضرات خصوصاً وحشت اور بربریت ٹھہراتے ہیں، مگر قتلِ مرتد پر اعتراض کرنے والے بھی عجیب نادان ہیں۔ یہ لوگ ایک معمولی بادشاہ اور صدرِ جمہوریہ کی بغاوت پر ہر قسم کی بربادی اور بمباری فقط جائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کو عین سیاست اور عین حکمت اور فرائض مملکت اور حقوقِ سلطنت سے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ صدر جمہوریہ اُن عوام کے ووٹوں سے صدر بنا ہے جن کی اکثریت جاہلون اور لایعلون کی ہے اور اُن عورتوں کی ووٹ بھی ان میں شامل ہیں جو ناقص العقل ہوتی ہیں اور آئے دن کسی بھی قسم کی اِغواء کا شکار ہوتی رہتی ہیں، ایسے صدر جمہوریہ کے باغیوں اور اس کی اطاعت سے مرتد ہونے والوں کے لیے سخت سے سخت سزا اِن روشن خیالوں کے نزدیک بالکل درست ہے اسی نقطۂ نظر سے احکم الحاکمین سے بغاوت کرنے والوں اور اس کی اطاعت سے مرتد ہونے والوں اور اُس کے خُلفاء اور وُزراء یعنی انبیاء ومرسلین سے مقابلہ اور مقاتلہ کرنے والوں سے جہاد وقتال اور ان کی قتل عینِ منشاء اور حکمتِ خداوندی ہے نہ کہ خلافِ تہذیب وانسانیت۔ کیونکہ کسی حکومت کی رعایا بن جانے کے

بعد قانون شکنی کرے اور ساتھ ہی ساتھ زبان سے حکومت کی وفاداری کا کلمہ بھی پڑھتا رہے تو حکومت اس اغماض نہیں کرتا اور وہ اس چربِ لسانی سے پھانسی اور حبسِ دوام کی سزا سے نہیں بچ سکتا کیونکہ ہر حکومت کی نظر میں قانون شکنی اور بغاوت فتنہ وفساد ہے جس کا انسداد حکومت کا فریضہ ہے اسی طرح کفر اور ارتداد قانونِ شریعت میں فتنہ اور فساد ہے اور فتنہ اور فساد کے انسداد کے لیے جہاد، قتال اور قتلِ مرتد کا حکم نازل ہوا ہے۔

مارشل لاء حکومت کے مرتدین کے لیے ہے

جب کسی ملک میں حکومتِ وقت کے خلاف عوام کی جانب سے حالات خراب ہو جائے اور ریاست کو کسی بڑے نقصان کا خدشہ ہو تو اِن حالات سے نمٹانے کے لیے انتظامیہ کی طرف سے مارشل لاء یعنی فوج کی حکومت ہنگامی طور پر نافذ کیا جاتا ہے اور ریاست کے انتظامی اُمور ان کو سونپ دیئے جاتے ہیں تاکہ نظامِ حکومت اچھی طریقے سے چلتے جائے اور ملک کو نقصان پہنچانے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ مارشل لاء کا قانون حکومت سے مرتد ہونے والوں کے لیے ہے اور تمام مغربی قومیں اس کے جواز پر متفق ہیں۔ لیکن شریعتِ الٰہیہ کے مرتدین کے لیے سزائے قتل کے نام سے ناک منہ چڑھاتے ہیں۔ مارشل لاء سے مقصود یہ ہوتا کہ ملک اور سلطنت بغاوت اور فتنہ وفساد کے جراثیم سے محفوظ ہو جائے اسی طرح سمجھو کہ قتلِ مرتد کے حکم سے شریعت کا مقصد یہ ہے کہ اسلام اور مسلمان کفر اور ارتداد کے جراثیم سے محفوظ ہو جائیں اور یہ جراثیم دوسروں تک متعدی نہ ہو سکیں کیونکہ ارتداد سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے خیالات میں تشویش پیدا ہونے کا خطرہ ہے اس لیے قتلِ مرتد سے بقیہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت مقصود ہے[34]۔

قوانین کی پاسداری سب کے نزدیک مسلم

کسی ریاست، جگہ یا کسی شعبے کے لیے وضع کردہ قوانین کی پاسداری کرنا ہر متعلقہ فرد پر فرض ہوتا ہے اور اِن قوانین کی حفاظت کرنے میں متعلقہ شعبے کی ترقی مضمر ہوتی ہے اور یہی حقیقت سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ اگر ماہر قانون وسیاست عہد حاضر میں اسٹیٹ کے اس بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہر شہری کے لیے مملکت کے اجزائے ترکیبی سے مخالفت کو جرم

قرار دے کر اس کے لیے حبس دوام اور عمر بھر قید یا موت کی سزا تجویز کر سکتی ہے، تو یہ ماہرین قانون آخر اس بات پر کیوں معترض ہیں کہ اسلام اپنے قائم کردہ ریاست کی حدود میں رہنے والے کسی مسلم کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائے یا وہاں رہتے ہوئے کوئی دوسرا دین اختیار کرلے، بالخصوص جب کہ اس اسٹیٹ کی بنیادی ہی دین اسلام پر ہو۔ وہ مغربی ممالک جو اپنے آپ کو انتہائی ترقی یافتہ ،جمہوریت پسند اور انسانی آزادی کا علمبردار کہلاتے ہیں ،اگر شہری اور غیر شہری، سکونت پذیر، مستقل و غیر مستقل، پیدائشی شہری اور مختار شہری، ملکی قومیت رکھنے والے اور اجانب کے درمیان شہری حقوق و تعزیرات سلسلے میں مختلف قوانین کا اطلاق کرتے ہیں اور اس تفریق و امتیاز کو جائز قرار دیتے ہیں تو اگر اسلام اپنی مسلم قوم کے افراد یا اسلام سے پلٹ جانے والے افراد کے لیے اختلافِ عقیدہ کی بنیاد مختلف قانونی سانچے رکھتا ہے تو انہیں یہ بات کیوں کھٹکتی ہے[35]؟

احکام دیگر

1. امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرتد کا اپنے اموال سے ملک زائل ہو جاتا ہے۔ اگر اسلام قبول کرے تو پھر اس کی ملک ہے بشرط یہ کہ ان کے وہ اموال موجود ہو۔ جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک مرتد کا مال ارتداد سے اس کی ملکیت سے خارج نہیں کیا جائے گا۔
2. اگر مرتد حالتِ ارتداد میں مر جائے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو مال اس نے حالتِ اسلام میں کمایا ہے تو وہ مال اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور جو مال حالتِ ارتداد میں کمایا ہے تو وہ مالِ فئی ہو گا۔ جب کہ امام ابو سفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تمام مال ورثاء کے حوالے کیا جائے گا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سارا مال، مالِ فئی ہو گا۔
3. مرتد کے تصرّفات اور عقود (بیع، شراء، عتاق، ہبہ، رہن، مال میں دیگر تصرفات) موقوف تصوّر کئے جائیں گے اگر اس نے ایمان لایا تو اس کے تصرفات اور عقود نافذ ہوں گے اور اگر ایمان کی طرف نہیں لوٹا اور حالتِ ارتداد میں مر گیا، قتل کیا گیا یا دارِ حرب کو چلا گیا تو پھر اس کے عقود و تصرفات باطل ہوں گے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک دونوں حالتوں میں جو بھی عقد یا تصرف کیا ہے وہ جائز و نافذ ہے[36]۔

حواشی وحوالہ جات

1 المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی:۱۹۸، مادہ: رد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان (س۔ن)

2 نفس مصدر:۱۹۹

3 سورۃ المائدۃ ۵:۵۴

4 فتح محمد جالندھری، ترجمۃ القرآن، سورۃ المائدہ ۵:۵۴

5 امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة(۱۰۰)باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ تعليقاً، دار الشعب، قاہرۃ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

6 التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج، وهبة بن مصطفى الزحيلي ۲۲۹:۶ ۔ ۲۳۰، دار الفکر، دمشق، ۱۴۱۸ھ

7 سورۃ الانعام ۶:۳۳

8 اشاہ ولی اللہ، ابن عبد الرحیم، دھلوی، حجۃ اللہ البالغۃ:۲:۷۷، دار الکتب الحدیثۃ، مکتبۃ المثنی، قاہرہ، بغداد (س۔ن)

9 سورۃ الاحزاب ۳۳:۴۰

10 صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء(۶۳)باب مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۵۰) حدیث(۳۴۵۵)

11 تفسیر معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ۲ :۵۳۴۔۵۳۵، مکتبۃ الحرمین، اُردو بازار لاہور، پاکستان (س۔ن)

12 الصارم المسلول علی شاتم الرسول، شیخ الاِسلام ابن تیمیۃ ۲۰:۶، الحرس الوطني، سعودی عرب (س۔ن)

13 نفس مصدر ۳:۲

14 محمد اسماعیل قریشی (سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ) ناموسِ رسول ﷺ اور قانون توہینِ رسالت، (قرآن وسنت، تاریخ، قانون اور عدالتی فیصلوں کے آئینے میں):۵۳، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ستمبر ۱۹۹۹ء

15 PLD, FSC 1991, p.10

16 سورۃ البقرہ ۲:۲۱۷

17 تفسیر معارف القرآن ۱:۴۱۳، بذیل تفسیر سورۃ البقرہ ۲:۲۱۷

18 سورۃ المائدۃ ۵:۵

19 سورۃ الزمر ۳۹:۶۵

20 البحر الرائق شرح کنز الدقائق، زین الدین بن إبراهیم ابن نجیم ۵:۱۳۷، دار المعرفة، بیروت (س۔ن)
تفسیر معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندہلوی ۱:۴۱۳، بذیل تفسیر سورۃ البقرہ ۲:۲۱۷، واللفظ لہٗ

21 البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵:۱۳۷

22 نفس مصدر

23 المرغینانی، أبو الحسن علی بن أبی بکر، الدایۃ شرح بدایۃ ۲:۱۶۵، المکتبۃ الإسلامیہ (س۔ن)

24 سورۃ المائدۃ ۵:۵۴

25 الطبری، محمد بن جریر طبری، جامع البیان فی تأویل القرآن ۱۰:۴۱۰، مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء

26 صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسير (۵۹) باب لاَ يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللهِ (۱۴۹) حدیث (۳۰۱۷)

27 صحیح البخاری، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم (۹۲) باب حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ (۲) حدیث (۶۹۲۳)

28 صحیح البخاری، کتاب الدیات (۹۱) باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (۵) حدیث (۶۸۷۸)

29 أبو داود سلیمان بن الأشعث، سنن أبی داود، کتاب الدیات (۴۰) باب الإِمَامِ يَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِي الدَّمِ (۳) حدیث (۴۵۰۴) دار الکتب العربی، بیروت (س۔ن)

30 *Bilal Farooqi, Being Pakistani and Atheist a Dangerous Combo, but Some Ready to Brave It, PAKISTAN TODAY (Sept. 17, 2011), http://www.pakistantoday.com.pk /2011/09/17/city/karachi/being-pakistani-and-atheist-a-dangerous -combo-but-some-ready-to-brave-it/.*

31 Laws Criminalizing Apostasy in Selected Jurisdictions:11,The Law Library of Congress, Global Legal Research Center,2014

32 صحیح بخاری، كتاب الجهاد والسير (۵۹) باب قتل النساء في الحرب (۱۳۸) حدیث (۳۰۱۵)

33 تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر، اسلام کا قانونِ ارتداد: ۷-۸، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع اوّل، اگست ۲۰۰۱

34 تفسیر معارف القرآن ۲ : ۵۳۶

35 اسلام کا قانونِ ارتداد: ۸

36 الهدایہ شرح البدایہ ۲:۱۶۷، ملخصاً